20 اگست 1962

ازعدالت عظمیٰ

برٹش انڈیا کارپورفوٹ ویئریشن لمیٹڈ۔

وی۔

کلیکٹر آف سینٹرل ایکسائز

(ایس۔کے۔داس، جے ایل کپور، اے۔کے۔سارکر، ایم ہدایت اللہ اور راگھوبر دیال، جسٹسز۔)

ایکسائز ڈیوٹی—فوٹ ویئر—پچاس یا اس سے زیادہ کارکنوں کو ملازمت دینے والی فیکٹریوں اور 2 ایچ پی سے زیادہ طاقت استعمال کرنے پر عائد کیا جاتا ہے۔ اگر امتیازی ہو تو—سنٹرل ایکسائز اینڈ سالٹ ایکٹ، 1944 (1944 کا 1)، شیڈول آئٹم نمبر 17 ہندوستان کا آئین، آرٹیکل 14۔

سنٹرل ایکسائز اینڈ سالٹ ایکٹ، 1944 کے شیڈول کے آئٹم نمبر 17 کے تحت کسی بھی فیکٹری میں 50 یا اس سے زیادہ کارکنوں کو ملازمت دینے والے اور 2 ایچ پی سے زیادہ بجلی استعمال کرنے والے جوتوں پر ایکسائز ڈیوٹی عائد کی گئی تھی۔ درخواست گزار نے دلیل دی کہ صرف بڑے مینوفیکچررز پر ڈیوٹی کا نفاذ امتیازی تھا اور کارکنوں کی تعداد یا 2 ایچ پی سے زیادہ بجلی کے روزگار کی بنیاد پر مینوفیکچررز کے درمیان فرق کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں تھی اور یہ کہ بھاری ڈیوٹی کے نفاذ نے بڑے مینوفیکچررز کو کاروبار سے باہر کرنے کے لیے کافی مقابلے کو جنم دیا۔

مانا جاتا ہے کہ شیڈول کا وہ آئٹم 17 معقول درجہ بندی پر مبنی ہے اور اسے درست طریقے سے نافذ کیا گیا ہے۔ 50 یا اس سے زیادہ کارکنوں کو ملازمت دینے والے مینوفیکچررز ایک اچھی طرح سے متعین طبقے کی تشکیل کرتے ہیں، اسی طرح وہ مینوفیکچررز بھی جو 2 ایچ پی سے زیادہ بجلی استعمال کرتے ہیں۔ ایکسائز ڈیوٹی عائد کرنے میں چھوٹے مینوفیکچرر کے حق میں چھوٹ دینے کی قطعی خواہش ہوتی ہے جو ڈیوٹی اتنی آسانی سے ادا کرنے سے قاصر ہے، اگر بالکل بھی ہو تو، بڑے مینوفیکچرر کی حیثیت سے۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں، گھریلو صنعتوں اور چھوٹے صنعت کاروں کے مفاد میں اس طرح کی درجہ بندی اکثر ان کو تحریک دینے اور بڑی صنعت کے ساتھ مقابلے میں انہیں تباہی سے بچانے کے لیے کی جاتی ہے۔

اور ینٹ ویونگ ملز (پی) لمیٹڈ بنام یونین آف انڈیا، (1962) ضمنی۔ 3 ایس۔سی۔آر۔ 481 حوالہ دیا گیا۔

اصل عدالتی حد اختیار 1955: کی پٹیشن نمبر 94۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

درخواست گزار کی طرف سے بشن نارائن، رامیشور ناتھ، ایس این اینڈ لی اور پی ایل ووہرا۔

جواب دہندگان کی طرف سے ہندوستان کے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل ایچ این سنیل، این ایس بندرا اور پی ڈی مینن۔

.1962 - 20 اگست۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ، جے۔– یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ایک عرضی ہے جس میں درخواست گزار پر سنٹرل ایکسائز اینڈ سالٹ ایکٹ، 1944 (1944 کا 1) کے پہلے شیڈول کے آئٹم نمبر 17 "فوٹ ویئر" کی بنیاد پر 28 فروری 1954 سے عائد ایکسائز ڈیوٹی اور قیمت، مال برداری، پیکنگ اور تقسیم کے چارجز کو شامل کر کے ڈیوٹی ایڈ والورم کے حساب کو للکارا گیا ہے۔

درخواست گزار، برٹش انڈیا کارپوریشن لمیٹڈ ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی ہے جو دوسری کمپنیوں کو لینے اور ان کو ضم کرنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ درخواست گزار نے جن کمپنیوں کو سنبھالا ان میں کوپر ایلن اینڈ کمپنی لمیٹڈ، اور نارتھ ویسٹ ٹینری کمپنی لمیٹڈ، دونوں کانپور میں تھیں۔ یہ دونوں کمپنیاں فوٹ ویئر اور چمڑے کے دیگر سامان تیار کرتی ہیں اور ایک واحد یونٹ کے طور پر کام کرتی ہیں جو "فلیکس" کے مشہور برانڈ کے فوٹ ویئر تیار کرتی ہیں۔ مالیاتی سال 1952– 55 کے لیے مرکزی حکومت کی مالی تجاویز کے نتیجے میں 27 فروری 1954 کو پارلیمنٹ میں ایک بل (1954 کا نمبر 9) پیش کیا گیا۔ بل کی شق 8 کے تحت فیکٹری ایکٹ 1948 (1948 کا 63) میں بیان کردہ کسی بھی فیکٹری میں پیدا ہونے والے جوتوں پر 10 فیصد ایڈ والورم ٹیکس لگانے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ جب فنانس ایکٹ، 1954 (1954 کا 17) نافذ کیا گیا، تو سنٹرل ایکسائز اینڈ سالٹ ایکٹ، 1954 میں ترمیم کی گئی، جس میں شیڈول میں اشیاء 17 کو شامل کیا گیا، حالانکہ تھوڑی مختلف شکل میں۔ جیسا کہ آخر میں نافذ کیا گیا آئٹم مندرجہ ذیل ہے:

"17. فوٹ ویئر، جو کسی بھی فیکٹری میں تیار کیا جاتا ہے، بشمول اس کی حدود جس پر پچھلے بارہ مہینوں کے کسی بھی دن پچاس یا اس سے زیادہ کارکن کام کر رہے ہیں یا کام کر رہے ہیں، اور جس حصے میں مینوفیکچرنگ کا عمل طاقت کی مدد سے جاری ہے یا عام طور پر اس طرح جاری ہے، اس طرح کی طاقت کے کل مساوی دو ہارس پاور سے زیادہ ہے۔

"فوٹ ویئر" میں تمام اقسام کے شامل ہیں فوٹ ویئر چاہے جیسے جوتے سینڈل، چپل، یا کسی اور نام سے جانا جاتا ہے۔" | دس فیصد "ایڈ ولاورم"

ٹیکسوں کی عارضی وصولی ایکٹ، 1931 (1931 کا XVI) کی دفعات کے تحت، بل میں اس سلسلے میں ایک اعلامیے کی بنیاد پر 28 فروری 1954 سے ڈیوٹی عائد کی گئی تھی۔ پچھلے دن سنٹرل ایکسائز، کانپور کے سپرنٹنڈنٹ نے اپنے محکمے کے ایک انسپکٹر کو درخواست گزار سے جوتوں کے تمام اسٹاک کا اعلامیہ حاصل کرنے کے لیے تعینات کیا اور درخواست کی کہ انسپکٹر کو 28 فروری 1954 کو اور اس سے ایکسائز ڈیوٹی عائد کرنے کے لیے اسٹاک کی تصدیق کرنے کی اجازت دی جائے۔ فوٹ ویئر پر ایکسائز ڈیوٹی کے نفاذ کے نتیجے میں درخواست گزار کو 1954 کے بقیہ دس مہینوں کے دوران ایکسائز ڈیوٹی کے طور پر 9,47,630 روپے ادا کرنے تھے۔ درخواست گزار مذکورہ بالا دو یونٹوں میں فوٹ ویئر عوام کو فروخت کرنے اور فوج اور پولیس کے استعمال کے لیے حکومت کو فراہم کرنے کے لیے پیش کرتا ہے۔ درخواست گزار کا موقف ہے کہ اگرچہ اس کی طرف سے ادا کردہ ایکسائز ڈیوٹی صارفین کو منتقل کرنے کے قابل تھی، لیکن اس میں اسے اس قیمت میں شامل نہیں کیا جا سکا جس پر فوٹ ویئر عوام کو فروخت کیے گئے تھے کیونکہ اس طرح کے ڈیوٹی سے آزاد افراد کی طرف سے شدید مسابقت تھی، حالانکہ اس میں حکومت کو فراہم کیے جانے والے فوٹ ویئر کی قیمت میں ایکسائز ڈیوٹی شامل تھی۔ اس طرح 2 لاکھ روپے حکومت کو منتقل کیے گئے لیکن 7 لاکھ روپے خود کمپنی نے برداشت کیے۔ درخواست گزار نے سنٹرل ایکسائز، الہ آباد کے کلکٹر کے سامنے دلیل دی کہ ڈیوٹی ایڈ ولم کا حساب ہندوستان کے بیرونی حصوں میں اس کے تقسیم کاروں کی طرف سے اسے ادا کی جانے والی مال برداری، پیکنگ اور تقسیم کے اخراجات سمیت قیمت پر مبنی نہیں ہونا چاہیے۔ درخواست گزار کی اس دلیل کو کلکٹر نے قبول نہیں کیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے سنٹرل بورڈ آف ریونیو میں اپیل کی لیکن اس سے پہلے کہ اپیل کو نمٹا دیا جائے، درخواست گزار نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت یہ درخواست دائر کی جس میں سنٹرل ایکسائز، الہ آباد کے کلکٹر کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے سماعت کی درخواست کی گئی اور مرکزی حکومت، سنٹرل بورڈ آف ریونیو اور سنٹرل ایکسائز کے کلکٹر اور سپرنٹنڈنٹ کو درخواست گزار کے خلاف آئٹم 17 کی دفعات کو نافذ کرنے اور اس میں عائد ایکسائز ڈیوٹی وصول کرنے سے منع کرنے کے لیے سماعت کی درخواست کی گئی۔

درخواست گزار کے مطابق، اوپر مذکور آئٹم 17 میں 50 سے زیادہ کارکنوں کو ملازمت دینے والے فوٹ ویئر کے مینوفیکچررز یا 2 ایچ پی سے زیادہ بجلی کی مدد سے مینوفیکچرنگ کے عمل کو جاری رکھنے اور دیگر مینوفیکچررز کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔ درخواست گزار کے مطابق یہ امتیازی سلوک کے مترادف ہے کیونکہ مینوفیکچررز کے درمیان کارکنوں کی تعداد یا 2 ایچ پی سے اوپر بجلی کے روزگار کی بنیاد پر فرق کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔ درخواست گزار کا کہنا ہے کہ جوتوں کی تیاری کے لیے ضروری چیزیں یکساں ہیں چاہے وہ 50 یا اس سے زیادہ کارکنوں کو ملازمت دے یا اس سے کم۔ کارکنوں کی بڑی تعداد کی ضرورت صرف اس لیے ہے کیونکہ آؤٹ ٹرن زیادہ ہونا چاہیے لیکن تعداد کارروائیوں کی نوعیت یا پیداوار کے طریقہ کار کو تبدیل

نہیں کرتی ہے۔اسی طرح، 2 ایچ پی سے زیادہ کی ضرورت اس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب زیادہ تعداد میں مکینیکل یونٹس پر کام کرنا پڑتا ہے اور زیادہ طاقت یا کم کے روزگار کی وجہ سے بڑے مینوفیکچر راور چھوٹے مینوفیکچرر کے درمیان کوئی ضروری فرق نہیں ہوتا ہے۔لہذا، یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ بڑے مینوفیکچررز پر ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ تجارت میں امتیازی سلوک پیدا کرتا ہے جو نہ تو منصفانہ ہے اور نہ ہی قابل فہم ہے اور آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ایسے حالات میں ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ غیر قانونی اور غیر آئینی دونوں کہا جاتا ہے۔

اس کے نتیجے کے طور پر یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ درخواست گزار، جو پہلے ہی مقابلے کے پیش نظر نقصان پر اپنا کاروبار کر رہا تھا، اب بھاری ایکسائز ڈیوٹی برداشت کرنے کی وجہ سے مزید معذور ہے جو وہ ڈیوٹی ادا نہ کرنے والوں کے مقابلے کی وجہ سے صارفین کو نہیں دے سکتا اور اس کے کاروبار سے باہر جانے کا امکان ہے اور ان حالات میں ایکسائز ڈیوٹی عائد کرنا آئین کے آرٹیکل 19(1)(f) اور (g) اور 31 کی بھی خلاف ورزی ہے۔

مزید یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ ڈیوٹی ایڈ ولاورم کا حساب سابق فیکٹری قیمت پر کیا جانا چاہیے نہ کہ تقسیم کاروں سے وصول کی جانے والی قیمت پر جس میں پیکنگ کی لاگت اور مال برداری اور تقسیم کمیشن کے چارجز شامل ہیں۔یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ کلکٹر آف ایکسائز کے حکم کے پیش نظر ایک واضح غلطی ہے اور یہ حکم سرٹیریری یا دیگر مناسب رٹ کے جاری ہونے سے کالعدم ہونے کا حقدار ہے۔

آخر میں، یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ فنانس ایکٹ 1954 کو 27 اپریل 1954 کو صدر کی منظوری ملی تھی، اور اسے اس تاریخ سے قانون سمجھا جانا چاہیے۔مالیاتی بل کے قانون بننے سے پہلے مارچ 1954 سے ایکسائز ڈیوٹی کی وصولی کو غیر قانونی کہا جاتا ہے۔ہم ان دلائل پر صرف مختصر طور پر غور کریں گے کیونکہ ان میں سے زیادہ تر پر اب تک اس عدالت کے دیگر معاملات میں غور اور فیصلہ ہو چکا ہے۔

یہ دلیل کہ یہ ڈیوٹی ایکسائز ڈیوٹی کے مترادف نہیں ہے کیونکہ اسے درخواست گزار صارف تک نہیں پہنچا سکتا، ہمارے سامنے نہیں اٹھائی گئی تھی۔درخواست میں اس کا ذکر کیا گیا تھا۔ایکسائز ڈیوٹی پیداوار پر ایک ڈیوٹی ہے اور اگرچہ ماہرین اقتصادیات کے مطابق یہ ایک بالواسطہ ٹیکس ہے جو قیمت کے حصے کے طور پر صارفین کو منتقل کرنے کے قابل ہے پھر بھی ڈیوٹی کو محض منتقل کرنا اس کی لازمی خصوصیت نہیں ہے۔یہاں تک کہ اگر پروڈیوسر یا مینوفیکچرر کی طرف سے برداشت کیا جاتا ہے تو یہ ایکسائز کا ڈیوٹی نہیں رہتا ہے۔اس طرح کے فرض کی نوعیت کی وضاحت وفاقی عدالت کے پہلے ہی مقدمے میں اور اس کے بعد وفاقی عدالت، پریوی کونسل اور اس عدالت کے دیگر معاملات میں کی گئی تھی، لیکن اس بنیاد کو لیا جانا جاری ہے اور ہمیں حیرت ہے کہ اسے دوبارہ اٹھایا گیا۔

یہ دلائل کہ فنانس ایکٹ 1954 کی منظوری سے پہلے ڈیوٹی وصول نہیں کی جا سکی، اس عدالت کے حال ہی میں طے شدہ کیس، میسرز چھوٹا بھائی جیٹھا بھائی پٹیل اینڈ کمپنی بنام یونین آف انڈیا(1) S.C.R.I 2-(1962) میں ایک تفصیلی بحث کا موضوع رہا ہے۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مذکورہ فیصلے کے پیش نظر نقطہ اب کھلا نہیں ہے۔

یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ سوال کہ آیا ڈیوٹی ایڈ ولورم کا حساب لگانے میں، ایکسائز کلکٹر پیکنگ کی لاگت، مال برداری کے چارجز اور تقسیم کے لیے کمیشن کو قیمت میں شامل کرنے میں جائز تھا یا نہیں، ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ حکام کے فیصلے کا معاملہ ہے جو اس طرح کی اپیلوں اور ترمیمات کے تابع ہے جو آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت براہ راست غور کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ اجم بائی بنام ریاست یو۔پی۔(سول متفرق۔ 1959 کی پٹیشن نمبر79) کا فیصلہ 10اپریل 1962 کو ہوا۔ اس بات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ موجودہ عرضی ایک ایسے وقت میں دائر کی گئی تھی جب بورڈ آف ریونیو کے سامنے اپیل زیر التوا تھی اور مرکزی حکومت کو نظر ثانی کا مزید حق حاصل تھا۔

اس سے آئین کے آرٹیکل14، 19اور 31 کے تحت للکار پر غور کیا جا سکتا ہے۔ ان مضامین میں سے ہر ایک کے تحت دلیل بالکل اسی حقائق پر مبنی ہے جسے مختلف زاویوں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ جوتوں کے بڑے مینوفیکچررز اور چھوٹے مینوفیکچررز کے درمیان امتیازی سلوک ہے جو کسی فرق پر مبنی نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ امتیازی سلوک بڑے مینوفیکچررز پر بھاری ٹیکس کے نفاذ کا باعث بنتا ہے جس کے مطابق چھوٹے مینوفیکچررز کے حق میں چھوٹ دی جاتی ہے جس سے بڑے مینوفیکچررز کو مارکیٹ سے باہر رکھنے کے لیے کافی مقابلہ ہوتا ہے۔ ٹیکس غیر قانونی ہونے کی وجہ سے عائد کرنا درخواست گزار کی جائیداد کو ضبط کرنے کے مترادف ہے۔ اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ ڈیوٹی کے نفاذ کو پہلے آرٹیکل 14 کو امتیازی سلوک کے طور پر للکار کیا جاتا ہے، اس کے بعد اسے آرٹیکل 19 کے تحت جائیداد حاصل کرنے، رکھنے اور ٹھکانے لگانے یا کاروبار یا تجارت کرنے کے حق سے محرومی کے طور پر للکار کیا جاتا ہے اور آخر میں ڈیوٹی کی وصولی کو آرٹیکل 31 کے تحت قانون کے اختیار کے بغیر جائیداد کی ضبطی کے طور پر نمایاں کیا جاتا ہے۔

یہ دلیل ایک بنیادی غلط فہمی سے دوچار ہے جس میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ کارکنوں کی تعداد یا کسی خاص ہارس پاور سے اوپر طاقت کے روزگار کی بنیاد پر مینوفیکچررز کی کوئی درجہ بندی نہیں ہو سکتی۔ مینوفیکچررز جو 50 یا اس سے زیادہ کارکنوں کو ملازمت دیتے ہیں ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک اچھی طرح سے متعین طبقے کی تشکیل کرتے ہیں۔ جن مینوفیکچررز کا مینوفیکچرنگ کا عمل 2 ایچ پی سے زیادہ پاور کی مدد سے کیا جا رہا ہے وہ بھی ایک اچھی طرح سے متعین کلاس ہیں۔ کارکنوں کی تعداد یا ملازمت کی طاقت کی حد کے لحاظ سے اس قسم کا قانون اکثر پایا جاتا ہے۔ سب سے واضح مثال فیکٹری ایکٹ ہے جو ایک فیکٹری کی وضاحت ایک مخصوص تعداد میں کارکنوں کے روزگار یا اقتدار کے روزگار کے حوالے سے کرتا ہے۔ یہ دلیل کہ سائز سے کوئی فرق نہیں پڑتا درست نہیں ہے۔ یہ اچھی طرح سے جانا جاتا ہے کہ بڑے مینوفیکچررز اپنے مینوفیکچرنگ کے عمل میں معاشیات کو متاثر کرنے کے قابل ہیں اور ان کا آؤٹ ٹرن بڑا اور تیز دونوں ہونے کی وجہ سے وہ چھوٹے مینوفیکچررز کو کم فروخت کرنے کے قابل

ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بڑے پیمانے پر پیداوار اپنے تمام فوائد کھو دیتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اب مینوفیکچررز کو وہ بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے جو پہلے موجود نہیں تھا، جیسے بونس، مزدوروں کی فلاح و بہبود کے اخراجات وغیرہ لیکن پھر بھی مینوفیکچررز، بشرطیکہ کاروبار اچھی طرح چل رہا ہو، بڑے پیمانے پر پیداوار کے ذریعے وہی چیز مسابقتی قیمت پر پیش کر سکتے ہیں جو چھوٹے مینوفیکچررز کے مقابلے میں ہے اور بوجھ بھی برداشت کر سکتے ہیں۔ لہذا، ایکسائز ڈیوٹی کو نافذ کرنے میں، چھوٹے مینوفیکچرر کے حق میں چھوٹ دینے کے لیے ایک قطعی فیصلہ تھا جو بڑے مینوفیکچرر کی طرح آسانی سے ڈیوٹی ادا کرنے سے قاصر ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں، گھریلو صنعتوں اور چھوٹے صنعت کاروں کے مفاد میں اس طرح کی درجہ بندی اکثر ان کو تحریک دینے اور بڑی صنعتوں کے ساتھ مقابلے میں انہیں تباہی سے بچانے کے لیے کی جاتی ہے۔ امتیازی سلوک کی بنیاد پر اس پر کبھی کامیابی سے حملہ نہیں کیا گیا۔ حال ہی میں، یہ عدالت اور بینٹ ویونگ ملز (پی) لمیٹڈ بمقابلہ دی یونین آف انڈیا (1) 3.S.C.R.481 (1962) ضمنی کوآپریٹو کی بنیاد پر چند کرگھوں پر کام کرنے والی سوسائٹیوں کو دی گئی چھوٹ کے سلسلے میں اسی طرح کی دلیل پر غور کیا گیا جیسا کہ سینکڑوں کرگھوں پر کام کرنے والی بڑی کمپنیوں کے خلاف ہے۔ چھوٹ کو آئینی قرار دیا گیا اور کوآپریٹو سوسائٹیوں کی درجہ بندی کو معقول قرار دیا گیا۔ اسی طرح کا غور موجودہ معاملے میں بھی لاگو ہوتا ہے، جہاں چھوٹ 50 سے زیادہ کارکنوں کو ملازمت دینے والے بہت چھوٹے مینوفیکچررز کے سلسلے میں کام کرتی ہے اور 2 ایچ پی سے زیادہ بجلی کے ساتھ اپنے مینوفیکچرنگ کے عمل کو جاری رکھتی ہے۔ اس سے چھوٹے اداروں کو تحفظ ملتا ہے، اگر انہیں ڈیوٹی ادا کرنے پر مجبور کیا گیا تو انہیں کاروبار سے باہر ہونا پڑے گا۔

ہمارے فیصلے میں شیڈول جسے امتیازی قرار دیا گیا ہے، ایک معقول درجہ بندی پر مبنی ہے اور اسے درست طریقے سے نافذ کیا گیا ہے۔ اگر قانون کو درست قرار دیا جاتا ہے تو آرٹیکل 19 اور 31 کے تحت ہونے والا حملہ بھی ناکام ہونا چاہیے۔

جو ہم نے اوپر کہا ہے اس کے پیش نظر درخواست کو ناکام ہونا چاہیے۔ اسے اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جائے گا۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document